السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

باغ فدک سے محرومی پر حضرت فاطمۃ الزہراء تادم مرگ ناراض رہیں۔ فغضبت حتی توفیت (بخاری) فاطمۃ بضعۃ منی من اغضبھا اغضبنی (بخاری) چنانچہ صغریٰ کبریٰ سے اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی ناراضی بھی ثابت ہوتی ہے ایسے اصحاب ثلاثہ بہشتی اور مغفور کیوں کر قرار پائے؟ یاللعجب، حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ شیخین کے حق میں کہتے تھے، کاذباخائنا خاورا۔ جیساکہ حضرت عمرؓ نے خود اعتراف بھی کرلیا تھا (صحیح بخاری) لہذا آپ کے پاس کوئی صحیح جواب ہو تو تحریر کریں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اولاً یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی ناراضی والی حدیث تو حضرت علیؓ کے بارے میں ہے۔ «فاطمة بضعة منی فمن اغضبھا فقد اغضبنی» ص 532،بخاری) پھر آپ کے درج شدہ الفاظ صحیح نہیں ہیں آپ نے «فغضبت حتی توفیت کو فمن اغضبھا فقد اغضبنی» کے ساتھ ملاکر غضب کردیا۔ آخری الفاظ تو حضرت علیؓ کے متعلق ہیں پھر اس سے صغریٰ کبریٰ نکالتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو (معاذاللہ) اس کا مصداق قرار دیا ہے جوکہ سراسر ظلم ہے ثانیاً بخاری شریف میں فغضبت حتی توفیت کے ساتھ دوسرے الفاظ بھی ہیں جو یہ ہیں۔

«عن عائشة فقال لھا أبو بکر: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: لانورث، ماترکناہ صدقة، إنما یأکل آل محمد من ہذا المال قال أبو بکر: واللہ لاأدع أمرا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصنعہ فیہ إلاصنعتہ قال: فھجرتہ فاطمة علیھا السلام فلم تکلمہ حتی ماتت» (بخاری شریف ص 995،996)

اس روایت میں حضرت ابوبکرؓ کی معذرت اوراس کی دلیل جس کے بعد حضرت فاطمہ کا دوبارہ مطالبہ نہ کرنا صاف طور پر ذکر ہے اور فھجرت کا معنی یہ ہے کہ پھر جناب فاطمہؓ نے جناب ابوبکرؓ سے فدک کے معاملے پر ملاقات نہیں کی اور پھر چھ ماہ کے بعد اپنے اباجی ﷺ کو جاملیں اور بخاری کی دوسری حدیث میں وجدت کا لفظ بھی آیا ہے۔ جس کا معنی ندمت اور حزنت ہے اس لیے اب معنی یوں ہوگا کہ حضرت صدیقؓ سے آپ نے جب معقول جواب سنا تو اپنے دعوے پرنادم ہوئیں اور غضبت کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یعنیں اپنے آپ پر غصہ آیا ہو۔

جواب2 :۔ اغضاب اور غضب میں نمایاں فرق ہے۔ اغضاب کا معنی بلاوجہ ناراض کرنا ہوتا ہے لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تو حدیث ' لانورث، ماترکناہ صدقة ' کی وجہ سے مجبوری کا اظہار فرمارہے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ راست فیصلہ وماآتاکم الرسول فخذوہ کے عین مطابق تھا۔

بجرم عشق تومیکشند وغوغائیت

تونیز سربام آکہ خوش تماشہ ایست

حضرت فاطمہ کی یہ ناراضگی اور رنجیدگی محض غلط فہمی کی بناء پر تھی اور اہل اللہ کی ایسی رنجیدگی جس کی بنیاد غلط فہمی پر ہو اس کا کوئی نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہوتا۔ ورنہ حضرت ہارونؑ پر حضرت موسیٰؑ ناراض ہوگئے تھے، توکیا حضرت ہارونؑ مغضوب علیہ قرار پائیں گے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔

جواب3 :۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی صلح ہوگئی تھی جیساکہ بیہقی نے نقل کیا ہے۔

«روی البیھقی من طریق الشعبی أن أبا بکر عاد فاطمة فقال لھا علی ہذا أبو بکر یستأذن علیک قالت أتحب أن آذن لہ قال نعم فأذنت لہ فدخل علیھا فترضاھا حتی رضیت» (حاشیہ بخاری شریف ص 532ص1)

''حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو راضی کرلیا اوروہ راضی ہوگئیں۔''

علاوہ ازیں حضرت ابوبکرؓ نے بقول شیعہ مصنف کے فدک بھی حضرت فاطمہؓ کو دے دیا۔ (ملاحظہ ہو: اصول کافی ص 355) اور شیخ ابن مطہر جلی نے بھی منہاج الکرامہ میں اعتراف کیا ہے:

لما وعظت فاطمة أبا بکر فی فدک ۔کتب لھا کتابا وردھا علیھا اور حجاج السالکین میں ہے:

فقالت: واللہ لتفعلن فقال واللہ لأفعلن فقالت اللھم اشھد فرضیت بذالک وأخذت العھد علیہ. (تحفہ اثنا عشریہ فارسی ص 279)

زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حجرت فاطمہؓ کو فدک کی تحریر لکھ دی تھی۔ (جلاء العیون اردو ص 151)

حضرت علیؓ پر ناراضگی :۔

جیسا کہ ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے اس کے برعکس من اغضبہا فقد اغضبنی حضرت علیؓ کے حق میں وارد ہیں۔ جیسا کہ خود شیعہ لٹریچر میں موجود ہے۔ جلاء العیون ص 137 اور ص 62،63 مترجم اردو کو ملاحظہ کر لیا جائے۔ حضرت امام صادق سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی (جمیلہؓ) سے نکاح کرنا چاہا۔ جناب فاطمہؓ ناراض ہو کر میکے چلی آئیں، حجرت نبی ﷺ نے جناب امیر کو کہا کہ جاؤ ابوبکرؓ اور عمرؓ کو بلالاؤ، پس جناب امیر گئے۔ ابوبکر و عمرؓ کو بلا لائے، جب نزدیک رسول خدا ہوئے تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یا علی! تم نہیں جانتے کہ فاطمہ میرے پارہ تن ہے اور میں فاطمہؓ سے جس نے اسے ایذاء دیا اس نے مجھے ایذء دیا الخ۔ اور بالکل یہی واقعہ ہماری کتب احادیث میں بھی موجود ہے چنانچہ ترمذی شریف میں ہے۔

«عن عبداللہ بن الزبیر، أن علیاً ذکر ابنۃ أبی جہل، فبلغ النبی، فقال إنما فاطمۃ بضعۃ منی، یؤذینی ما آذاہا، و ینصبنی ما أنصبہ» (ص 549 ج 2)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تو جب آنحضرت ﷺ کو اطلاع پہنچی تو فرمایا کہ فاطمہؓ میرا گوشہ جگر ہے، جو چیز فاطمہؓ کو تکلیف دہ ہے وہ مجھے بھی تکلیف دہ ہے، جو چیز اس کیلیے بوجھ کا سبب ہے وہ میرے لیے بھی ہے۔ (مسلم شریف ص 290 ج 2)

اسی طرح شیعہ اصول کے مطابق تو صغریٰ کبریٰ جوڑ کر حضرت علیؓ کے حق میں بھی وہی تیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے جو تیجہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق میں نکالنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے۔ فرمائیے کیا آپ کے اصول کے مطابق حضرت علیؓ مغضوب علیہ ہوگئے۔ یا للعجب۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ بحمد للہ ہمارے نزدیک لاریب حضرت علیؓ اپنے پیشروؤں کی طرح جنتی ہیں چوتھے درجہ اور چوتھے خلیفہ برحق تھے۔

خلفاء ثلاثہ مغفور اور جنتی ہیں :

خلفاء ثلاثہؓ کے جنتی ہونے پر دلائل یہ ہیں، چند آیات ملاحظہ ہوں :

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ * يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ (التوبہ :20 تا 21)

''جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں مالوں کے ساتھ اور جانوں کے ساتھ، یہی لوگ اللہ کے ہاں درجے میں بڑے ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔ ان کا رب ان کو اپنی رحمت رضامندی اور جنت کی نوید سناتا ہے اور ان کے لیے اس جنت میں دائمی نعمتیں ہیں۔''

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ :111)

''اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانوں اور مالوں کو اپنی جنت کے عوض خرید لیا ہے۔''

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (المجادلہ :22)

''یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے جن کے دلوں کی تختیوں میں ایمان کندہ کر دیا ہے اور ان کی غائب سے تائید فرمائی ہے اور انہیں ایسی جنت میں داخل فرمائے گا جس کے نیچے نہریں چلتی ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ پر خوش ہوگئے یہی اللہ کی جماعت ہے اور خبردار اللہ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔''

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبہ :100)
لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (التوبہ :88)

اور بھی ایسی بے شمار آیات قرآنیہ ہیں جن میں ان قدسیوں کے محامد و محاسن اور مناقب و فضائل کے تذکرے موجود ہیں۔ بلکہ خود شیعہ کی کتابیں بھی خلفاء ثلاثہ کے فضائل سے بھری پڑی ہیں چند حوالے نگارش کیے دیتا ہوں فروع کافی ص 146 ج 3۔ تفسیر حسن عسکری ص 231 تفسیر آیت غار تفسیر قمی ص 157 تفسیر آیت غار۔ کشف الغمہ 220 مطبوعہ ایران احتجاج طبرسی۔ مجمع البیان 28 آیۃ الذی بالصدق وغیرہ۔

آخری بات اور اس کا جواب :

آخر میں جو یہ لکھا ہے کہ ''حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ شیخین کو کاذب، آثم، خائن اور غادر سمجھتے تھے اور حضرت عمرؓ نے اس کا اعتراف بھی کر لیا تھا۔''

اس کے جواب میں گزارش ہے کہ یہ بھی کم علمی کی دلیل ہے۔ حضرت عمرؓ نے اعتراف نہیں کیا بلکہ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو بطور تنبیہ ایسا فرما رہے ہیں کہ جو فیصلہ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل ماترکنا صدقۃ صادر فرمایا اور میں نے اسی کو بحال رکھا، کیا تم لوگ مجھے اور حضرت ابوبکرؓ کو تعمیل ارشاد نبوی ﷺ میں کاذب، آثم، غادر اور خائن سمجھتے ہو حالانکہ خدا جانتا ہے کہ میں اپنے موقف میں صادق، بار، راشد اور متبع حق ہوں اصل الفاظ یہ ہیں۔ واللہ یعلم انی الصادق بار راشد تابع للحق (صحیح مسلم ص 91 ج 2)۔ یہ تو روزمرہ کا محاورہ ہے کہ جب کسی شریف آدمی کو ناکردہ گناہ میں دھر لیا جاتا ہے تو وہ بطور استفہام اور استعجاب کے ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جیسے کسی کو چوری کا الزام دیا جائے تو وہ کہے گا کہ کیا تم مجھے چور سمجھتے ہو؟ اس کے کہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ اعتراف جرم کر رہا ہے بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب تم جانتے ہو کہ میں ایسا ہرگز نہیں ہوں تو میرے متعلق تمہیں اسکا شبہ کیوں گزرتا ہے؟ فاعہم ولاتکن من المعاندین، جناب والا اسی مسلم شریف میں ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کو ٹھوس جواب دے کر مطمئن کر دیا تو حضرت علیؓ نے تمام رنجش اور خلش بھلا کر بیعت کر لی تھی اصل الفاظ یہ ہیں۔

«ثم قام علی فعظم من حق ابی بکر وذکر فضیلتہ وسابقتہ ثم مضی الی ابی بکر فبایعہ» (صحیح مسلم ص 92 ج 2)

"کیا حضرت علیؓ نے کاذب، آثم اور غادر خائن کی بیعت کی تھی؟ جب وہ مل بیٹھے تھے تو آپ لوگوں کو کیوں اعتراض ہے؟ علاوہ ازیں۔ مسلم شریف ج2ص90 پر یہی الفاظ حضرت عباسؓ سے بھی مذکور ہیں جن کا حدف حضرت علیؓ ہیں، حضرت عمر فاروقؓ کی عدالت میں حضرت عباسؓ و علیؓ دونوں پیش ہوتے ہیں۔ حضرت عباسؓ ان القابات کے ساتھ حضرت علیؓ کے خلاف دعویٰ دائر کرتے ہیں

«فقال عباس یاامیر المومنین !اقض بینی وبین ہذا الکاذب الاثم الغادر الخائن» (مسلم ص90ج2 بروایت مالک بن انس)

اب حضرت علیؓ کی طرف سے جو جواب ہوگا ہماری طرف سے حضرت فاروقؓ کے حض میں بھی قبول فرمالیا جائے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[فتاویٰ محمدیہ]

ج1ص113

محدث فتویٰ